باب ہفتم

اسلامی تعلیمات اور عصر حاضر کے تقاضے

قانون کی پاسداری

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم	صلاحیت
طلبہ قابل ہو جائیں گے کہ وہ: • اسلام کے نظامِ انصاف میں قانون کی پاسداری کی اہمیت جان سکیں۔ • عصرِ حاضر میں قانون کی حکمرانی سمجھتے ہوئے اس کی پاسداری کا عہدِ رسالت وخلفائے راشدین سے موازنہ کر سکیں۔ • قوانین پر عمل پیرا ہونے کے فوائد اور ثمرات کا جائزہ لے سکیں۔	• زندگی کے معاملات میں قانون کی پاسداری کر کے معاشرتی فلاح وبہبود اور امن عامہ کے قیام میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ • قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے معاشرے کے کمزور طبقوں کو ایک باعزت مقام دلوانے میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

معنی ومفہوم:

قانون کی پاسداری کا مطلب ہے کہ انسانوں کے حقوق اور فرائض کی حفاظت کی جائے اور انسانوں کے حقوق کی پامالی سے بچا جائے۔ معاشرتی امور کو انصاف اور قانونی طریقوں سے حل کیا جائے۔ نظامِ انصاف اور قانون اجتماعی اصولوں پر مشتمل ایک ایسا نظام ہوتا ہے کہ جس کو کسی ادارے یا حکومت کی جانب سے معاشرے کو منظم کرنے کیلئے نافذ کیا جاتا ہے اور اسی پر معاشرے کے اجتماعی رویوں، اقدار اور ترقی کا انحصار ہوتا ہے۔

اسلام کے نظامِ انصاف میں قانون کی پاسداری اور حکمرانی کی اہمیت:

اسلام ایک ایسا نظامِ انصاف واضح کرتا ہے جو ساری دنیا کے لوگوں کے لئے زندگی کے تمام امور کے بارے میں بہترین اصول وضوابط متعین کرتا ہے۔ یہ قوانین کوئی حکمران، بادشاہ، کسی ادارہ کا سربراہ یا بڑا سیاست دان کسی انداز سے منسوخ یا تبدیل کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کا جاری کردہ نظامِ انصاف بہترین عوامل سے مزین اور افضل ہے۔ انسان کو اپنی زندگی انہی اصولوں اور ہدایات کے تحت گزارنے کا حکم دیا گیا ہے جو قرآن وسنت میں بیان کیے گئے ہیں، انسان اس دنیا میں بحیثیتِ حکمران اللہ تعالیٰ کا امین اور انصاف کرنے والا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشادِ مبارکہ ہے:

يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِن شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ (سورۃ آل عمران: 154)

ترجمہ: "وہ کہہ رہے تھے کیا اس معاملہ میں ہمارا بھی کچھ اختیار ہے؟ (اے نبی خاتم النبیین ﷺ) آپ فرما دیجیے بے شک اختیار تو سارا اللہ کے لیے ہے۔"

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (سورۃ المائدہ: 45)

ترجمہ: "اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔"

اس لیے انسان کو اللہ تعالیٰ کی نازل کیے گئے پر بلا کسی عذر واعتراض عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا چاہیے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (سورۃ الاحزاب: 36)

ترجمہ: "اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ اور اس کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کسی کام کا فیصلہ (یا حکم) فرما دیں تو ان کے لیے اپنے (اس) معاملہ میں کوئی اختیار رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی نافرمانی کرے تو وہ یقیناً واضح گمراہی میں پڑ گیا۔"

زمانہ قدیم میں معاشروں میں بدامنی، بدنظمی اور انتشار وافراتفری کے حالات وواقعات اکثر وقوع پذیر ہوتے تھے امن وسکون کی سہولیات کا فقدان تھا۔ اسلام نے اپنی تعلیمات سے انسان کو جاہلانہ طرز عمل سے نکالا اور بہتر اطوار سے زندگی بسر کرنے کی ترغیب دے کر ایسی ریاست کا قیام عمل میں لایا جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

عصرِ حاضر میں قانون کی پاسداری کا عہدِ رسالت وخلفائے راشدین سے موازنہ:

اسلامی نظامِ حکومت کا پہلا دور حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کا دور ہے جس میں اسلامی ریاست کی بنیاد مدینہ منورہ میں رکھی گئی۔ دوسرا دور خلفائے راشدین کا تھا۔ جس کے بارے میں قرآن مجید میں ارشادِ مبارکہ ہے:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (سورۃ الحج: 41)

ترجمہ: "یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں تو یہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔"

ان ادوار کی چیدہ چیدہ خصوصیات درج ذیل ہیں۔

- ان ادوار کا سیاسی اور سماجی نظام قرآن وسنت کے مطابق تھا۔
- ان ادوار میں بادشاہت دنیا کے ہر ملک میں اپنی جگہ موجود تھی لیکن اسلامی ریاست کا سیاسی نظام ان سب سے مختلف تھا اور اس کا شہنشاہیت سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں تھا۔
- باہمی مشاورت اور تقریر کی آزادی کے بعد نہ صرف ذاتی طور پر انصاف کو ترجیح دی جاتی بلکہ اس کے احکامات ریاست کے دیگر عہدے داروں کو بھی دیے جاتے کہ وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ انصاف کو یقینی بنائیں۔
- اس زمانے میں ہر جگہ انصاف کے لیے عدالتیں قائم تھیں، جہاں مقدمات قاضی کے سامنے پیش کیے جاتے تھے۔
- بلا تفریق سب کو انصاف ملتا اگر کسی حکومتی عہدے دار کے خلاف کوئی مقدمہ یا شکایت آتی تو خود اس کی تحقیق کرتے اور ذمہ داروں کو باقاعدہ سزا دیتے، حتیٰ کہ اگر کسی عہدے دار پر کوئی تہمت لگ جاتی تو اسے معزول کر کے فوراً تحقیقات کی جاتی تا کہ عدل کے تقاضوں کو پورا کیا جا سکے۔

خلافتِ راشدہ کے 30 برسوں کے دوران سماجی اصلاحات کے میدان میں جو کارنامے انجام دیے گئے وہ نہ صرف یہ کہ ناقابلِ فراموش ہیں بلکہ قابلِ تقلید بھی ہیں۔ خلفائے راشدین نے نظامِ انصاف، قانون کی پاسداری اور حکمرانی میں جو طریقہ اپنایا وہ قرآن وسنت کا عملی مظاہرہ ہے۔ عصرِ حاضر میں ایک شہری کے لیے انصاف کی فراہمی ایسے ہی ہونا چاہیے جیسے خلفائے راشدین نے اپنے سنہری ادوار میں کی تھی۔ یہی دعویٰ اس زمانے کی جمہوری حکومتیں بھی کرتی ہیں۔

عصرِ حاضر میں دُنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک میں خوشحالی کی ایک بڑی وجہ قانون کا احترام ہے جو کہ حقیقتاً مسلمانوں کی اساس ہے مگر فی الوقت ہمارے ہاں یہ چیز ناپید نظر آتی ہے جو کہ ایک ذہنی کیفیت اور معاشرے کی اجتماعی سوچ کی بھی عکاس ہے۔ قانون کی حکمرانی صرف حکومت کی ہی ذمہ داری نہیں بلکہ اس میں معاشرے کے ہر فرد کا کردار انتہائی اہم ہے۔ قانون کی حکمرانی، آئین کی بالادستی اور انصاف کی فراہمی ہی وہ واحد راستہ ہے جس سے جمہوری نظام اور ملکی استحکام کے علاوہ اچھے طرزِ حکمرانی کو یقینی بنانا اور عام آدمی کے مسائل و مشکلات کو حل کیا جاسکتا ہے۔ معاشرے کے مختلف طبقوں کے درمیان عدم مساوات کی خلیج بڑھتی جا رہی ہے اور پوری قوم تفریق و امتیاز کی لپیٹ میں آگئی ہے جس سے معاشرتی، سماجی، نسلی اور لسانی اختلافات کو فروغ مل رہا ہے۔ مسلم امت آج جن بحرانوں کا شکار ہے اس کی بڑی وجہ بھی انصاف کی عدم فراہمی اور حکمرانوں و سیاستدانوں کا خود کو قانون سے بالاتر سمجھنا ہے جبکہ اسلامی تعلیم کے مطابق انصاف اور قانون کے تحت ہر انسان کو برابر حقوق حاصل ہیں اور کوئی بھی فرد قانون سے بالاتر نہیں۔ اسلامی نظامِ انصاف میں قانون کی پاسداری کی بنیاد عدالتی نظام کی تشکیل پر رکھی جاتی ہے۔ قرآنِ مجید اور سنتِ رسول ﷺ کے مطابق، عدالتی نظام کو انصاف کی بنیاد پر قائم کیا جائے تاکہ لوگوں کے حقوق کی حفاظت کی جاسکے۔

قانون کی پاسداری کے فوائد اور ثمرات:

قوانین پر عمل پیرا ہونے کے فوائد اور ثمرات انفرادی اور اجتماعی ہر سطح پر ہوتے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ قوانین پر عمل پیرا ہونے سے معاشرت کا نظام منظم اور جامع ہوتا ہے۔

۲۔ قوانین افراد کی حفاظت کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ لوگوں کی جان و مال محفوظ رہتے ہیں۔ ہر طرف امن و سکون کی فضا قائم ہوتی ہے۔

۳۔ نظامِ انصاف اور قوانین عدل و انصاف کی ترویج کرتے ہیں۔ تمام لوگوں کو برابر کے حقوق ملتے ہیں۔ کسی کی کوئی حق تلفی نہیں ہوتی۔

۴۔ قوانین کی پاسداری سے سماجی اور ملکی استحکام برقرار رہتا ہے۔ تمام ممالک کے ساتھ عزت و وقار کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔

۵۔ قوانین کی پابندی سے معاشی طور پر ملک و قوم مستحکم ہوتے ہیں۔ سرمایہ کار اعتماد کے ساتھ سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ غربت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ امیر امیر تر اور غریب غریب تر نہیں ہوتا بلکہ ہر طرف خوشحالی ہوتی ہے۔

۶۔ قوانین پر عمل پیرا ہونے سے معاشرے سے تمام برائیوں اور جرائم کا سدِباب کیا جاسکتا ہے۔

۷۔ عدل و انصاف قائم کرکے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے جس سے دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

ملک میں آئین بھی ہے، قانون بھی ہے بس اس پر صدقِ دل سے عملدرآمد کی ضرورت ہے۔ اگر تمام ادارے اور شہری قانون کا احترام اپنا فرض سمجھیں تو ان کو کبھی کسی شخص یا ادارے کی مداخلت کا سامنا نہ ہوگا اور نہ ہی کسی کی حق تلفی ہوگی۔ اس سے ہم معاشرے کی فلاح و بہبود اور امنِ عامہ میں اپنا انفرادی کردار ادا کرسکتے ہیں۔ وطنِ عزیز کے ہر شخص کو حکومتوں اور انسانوں کے بنائے گئے قوانین اور یہاں کی اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کی بھی پاسداری کرنا لازم ہے۔ زندگی کے معاملات میں قانون کی پاسداری کرکے معاشرتی فلاح و بہبود اور امنِ عامہ کے قیام میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ مثلاً کسی شخص کی مالی یا قوم کی چوری، املاک پر ناجائز قابض ہونا، ڈاکہ زنی، دھوکا دہی اور دیگر تشدد و جرائم کے ارتکاب پر مختلف عدالتیں ملزمان کے مقدمات کی سماعت کرکے ان کو بری کرنے یا جرمانہ و قید کی سزائیں دینے کے احکامات جاری کریں اور ان تمام معاملات میں قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے معاشرے کے کمزور طبقوں کو ایک باعزت مقام دلوانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے مثلاً مالی مدد، عدلیہ تک رسائی، مظلوم اور کمزور کی حفاظت، میڈیا یا کسی اور پلیٹ فارم کے ذریعے آگاہی وغیرہ۔ اسلامی نظامِ انصاف پر عمل درآمد کرنا اور کروانا ہم سب کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ اسلامی معاشرے کی بنیاد حضور ﷺ نے رکھی:

الف) حبشہ میں ب) طائف میں ج) مدینہ منورہ میں د) مکہ مکرمہ میں

۲۔ قانون کی پاسداری کا مطلب ہے:

الف) قانونِ ریاست کو سمجھنا ب) قانون ریاست کو توڑنا ج) قانونِ ریاست بنانا د) قانونِ ریاست کو ماننا

۳۔ خلافتِ راشدہ کا عرصہ تھا:

الف) ۲۰ برس ب) ۳۰ برس ج) ۴۰ برس د) ۵۰ برس

۴۔ خلافتِ راشدہ میں قانون کی پاسداری کا اثر تھا۔

الف) امن وامان ب) ظلم وجبر ج) خلافت کا پھیلاؤ د) رعب ودبدبہ

۵۔ اسلامی قانون میں حکمران کی حیثیت ہے؟

الف) بادشاہ کی ب) خلیفہ کی ج) امین کی د) مختیار کی

ب۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ قانون کی پاسداری سے کیا مراد ہے؟

۲۔ اسلامی قوانین کی بنیاد کیا ہے؟

۳۔ قانون کی پاسداری کے مختلف پہلو کیا ہیں؟

۴۔ نظام انصاف اور قانون کی پاسداری کا بنیادی مقصد بیان کریں۔

۵۔ عصرِ حاضر میں قوانین پر عمل نہ کرنے کی کوئی سی دو وجوہات بتائیں۔

ج۔ درج ذیل کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ عصر حاضر میں قانون کی حکمرانی سمجھتے ہوئے اس کی پاسداری کا عہد رسالت وخلفائے راشدین سے موازنہ کریں۔

۲۔ قوانین کی پاسداری اور ان پر عمل پیرا ہونے کے فوائد اور ثمرات لکھیں۔

۳۔ عملی زندگی کے معاملات میں قانون کی پاسداری کر کے معاشرتی فلاح و بہبود اور امن عامہ کے قیام میں ہم اپنا کردار کیسے ادا کر سکتے ہیں؟ مثالوں کے ساتھ واضح کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- ہم قانون کی پاسداری کیسے کر سکتے ہیں؟ طلبہ ہم جماعتوں کے سامنے اظہارِ خیال کریں۔
- اسلامی معاشرے میں قوانین کی پابندی پر تقریری مقابلہ کروائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے اور قانون شکنی کے نقصانات پر مذاکرہ کروائیں۔
- مختلف قومی اور بین الاقوامی تنظیموں کے بارے میں طلبہ کو معلومات فراہم کریں۔

اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم	صلاحیت
• فلاح و ترقی کے اسلامی تصور اور نشاۃِ ثانیہ کا مفہوم جان سکیں۔ • مستقبل کی منصوبہ بندی میں مادی وسائل کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کی اہمیت جان سکیں۔ • اپنے سنہری اور قابلِ فخر ماضی کی ایجادات کو قابلِ تقلید جان کر امتِ مسلمہ کے موجودہ مسائل کا ادراک کر سکیں۔ • امتِ مسلمہ کی ترقی کے لیے سائنس اور ٹیکنالوجی، معیشت اور خود انحصاری کے کردار کا جائزہ لے سکیں۔	• دورِ جدید کی ضروریات کے مطابق مسلمانوں کی معاشی و معاشرتی ذمہ داریوں کا ادراک کرتے ہوئے اپنا مثبت کردار ادا کر سکیں۔ • ماضی کی عظیم ہستیوں کو سنہرے نمونے جان کر ان پر بلاوجہ کی تنقید نہ کرنے اور ان پر فخر کرنے والے بن جائیں۔ • فلاح و ترقی کے اسلامی تصور کو اپنا کر دنیا و آخرت کو سنوار سکیں۔

معنیٰ و مفہوم:

فلاح کا مطلب ہے زندگی کا معیار بہتر کرنا کامیابی اور کامرانی حاصل کرنا۔ فلاح و ترقی کا اسلامی تصور یہ ہے کہ انسان زندگی کے ہر پہلو کے حوالے سے پرامن، کامیاب اور پرسکون زندگی گزارے اور دنیا کے تمام معاملات میں ایسے ترقی کرے جس سے لوگوں کو سہولیات میسر ہوں اور لوگوں کو فائدہ حاصل ہو۔

اسلام کی نشاۃِ ثانیہ سے مراد ہے ملتِ اسلامیہ کی اقوامِ عالم پر اپنی بالادستی، نظامِ زندگی کے ہر شعبے میں نہ صرف دوبارہ ثابت کردے بلکہ ماضی میں جس طرح فلاح اور ترقی حاصل تھی، اسے پھر سے قائم کر کے دکھادے یعنی سادہ الفاظ میں خلافتِ راشدہ جیسی ترقی و کامرانی واپس حاصل کرنا۔ جتنا بہترین دورِ خلافتِ راشدہ کا تھا ویسا ہی عروج پھر سے مسلم امت حاصل کرے۔ اسی طرح نشاۃِ ثانیہ کو اس تصور سے بھی جوڑ سکتے ہیں کہ ہم سائنس، ٹیکنالوجی اور مختلف علوم و فنون میں پیچھے رہ جانے کی وجہ سے زوال کا شکار ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان شعبوں پر موجودہ ترقی یافتہ اقوام کی طرح دسترس حاصل کریں اور خود کو ان اقوام کی صف میں لانے کی کوشش کریں۔

مستقبل کی منصوبہ بندی اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ:

اسلام میں ترقی اور فلاح حاصل کرنے کے لیے سب سے پہلے تقویٰ اور ایمان بنیاد ہے۔ انسان کو اپنے اعمال اور اختیارات کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق رکھنا چاہیے۔ قرآن وسنت پر عمل کرنا ہی اصل فلاح ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (سورۃ النور: 52)

ترجمہ: "اور جو اللہ اور اُس کے رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اُس (کی نافرمانی) سے بچے تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔"

فلاح اور ترقی کے لیے سب سے پہلے مسلمانوں نے قرآن وسنت کو اپنایا۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسی ترقی اور عروج عطا فرمایا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسے اور یقین کرنے کی اہمیت یہ ہے کہ انسان کا ایمان مضبوط ہو جاتا ہے اور یہ ایمان اسے بے پناہ طاقت عطا کرتا ہے۔ اس کے ارادے مضبوط ہو جاتے ہیں۔ عزائم بے پناہ ہو جاتے ہیں۔ وہ خطرات اور مصائب بھری کائنات میں خود کو تنہا، بے آسرا محسوس نہیں کرتا۔ اس لیے مستقبل کی منصوبہ بندی کے لیے مادی وسائل کو اپنانا ضرور ہے مگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل اسے اصل میں فلاح دارین سے ہم کنار کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد مبارکہ ہے

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ (سورۃ المؤمنون: 1)

ترجمہ: "یقیناً ایمان والے کامیاب ہوگئے۔"

اُمتِ مسلمہ کی ترقی کے لیے سائنس اور ٹیکنالوجی، معیشت اور خود انحصاری

اسلامی نشاۃِ ثانیہ کے لیے آج ضرورت اس امر کی ہے کہ دین اور دنیا دونوں لحاظ سے ترقی کی منازل طے کی جائیں۔ ہم سائنسی اور فنی علوم اور ہر طرح کی ٹیکنالوجی میں بتدریج ترقی کر کے اس میدان میں آگے بڑھیں، ہم صنعت و حرفت اور ٹیکنالوجی میں برتری حاصل کیے بغیر عصر جدید میں امت مسلمہ کے دوبارہ غلبے یا اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ان میدانوں میں ترقی کرنے سے نہ صرف ہماری پس ماندگی اور جہالت دور ہوگی بلکہ ہمارے اذہان کھلیں گے، معیشت بہتر ہوگی اور ہر معاملے میں خود انحصار ہوں گے۔ بہت سے دینی، ملی مقاصد حاصل کر کے ہی اسلام کا عروج واپس پلٹے گا۔

تاریخ اسلام کا سنہری دور ایسا تھا جس میں فلاح و ترقی ایسی تھی کہ اس میں رہنے والے مہندسین، اطباء، علماء، تاجر اور ماہرین حرب، حکومت سب اپنے اپنے متعلقہ شعبہ میں تحقیقات اور تخلیقات میں ماہر تھے۔ جس کی وجہ سے اس پورے معاشرے کو معاشی طور پر استحکام حاصل ہوا اور مزید ترقی کی راہیں ہموار ہوئیں۔

اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں:

مسلمان چاہے دنیا کے کسی بھی خطے اور علاقے میں ہوں، کسی بھی رنگ، نسل اور زبان سے تعلق رکھتے ہوں، سب کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریاں ہیں کہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور مسلم امت کی ترقی وفلاح کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ جس کے لیے درج ذیل امور کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے

۱ :سب سے پہلی ذمہ داری اسلام کو عروج پر پہنچانے کی تقویٰ اور پرہیز گاری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اپنے تمام دینی و دنیاوی اعمال کو درست کریں۔ تمام تر وسائل اور صلاحیتوں کو انسانوں کی فلاح و ترقی کے لیے استعمال میں لائیں۔

۲۔ انسان کو جو اشرف المخلوقات ہونے کا مقام عطا کیا گیا ہے اسی کو فضیلت کا معیار بنا کر لوگوں میں فلاح و ترقی کو پروان چڑھایا جائے۔

۳۔ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لیے ضروری ہے کہ قرآن وسنت پر عمل کیا جائے۔ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق زندگی کے موجودہ مقاصد اور دین کے مطلوبہ مقاصد کے درمیان پیدا ہو جانے والے فاصلے کو ختم کیا جائے۔

۴۔ وہ علوم جو کائنات اور انسان کی حقیقت سے بحث کرتے ہیں انہیں دین کی ثابت شدہ غایات اور مقاصد کے اس طرح تابع رکھا جائے کہ ان علوم کے لیے اپنے اپنے معیارات پر کوئی ضرب نہ لگے۔

۵۔ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لیے دین کی صحیح تبلیغ کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

۶۔ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لیے علاقائی، ملکی اور بین الاقوامی ہر سطح پر مسلم امت میں اتحاد ضروری ہے۔ اتحاد و یگانگت اختیار کر کے ایک جسم کی مانند ہونا چاہیے۔

۷۔ انسان کی دنیاوی فلاح کے لیے قائم کیا جانے والا نظام واضح طور پر دینی اساس پر ہی ہونا چاہیے۔ وہ اساس محض قانون کے دائرے تک محدود نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ زندگی کے ہر معاملے میں اختیار کرنی چاہیے۔

۸۔ اسلام کا معاشی نظام بہترین نظام ہے۔ موجودہ معاشی مسائل کے لیے غربت اور ناانصافی کے ازالے اور بے تحاشا امارت اور غیر محدود ملکیت کا خاتمہ کیا جائے۔ ملک و ملت کو جائز اور حلال ذرائع سے معاشی طور پر مستحکم کیا جائے۔

یہ تمام ذمہ داریاں انفرادی بھی ہیں اور اجتماعی بھی۔ کچھ کا تعلق فرد سے ہے اور کچھ کا تعلق اداروں اور حکومتِ وقت سے ہے اور ان سب پر عمل کرنے کا محرک قرآن و سنت ہے۔ یہی ہمارے ماضی کی عظیم ہستیوں نے اپنایا اور ترقی و فلاح پر کمال درجے پائے۔

اسلامی تصور فلاح اور ترقی میں انسانوں کے دنیاوی اور دینی زندگی کے تمام پہلو شامل ہوتے ہیں۔ اجتماعی مثلاً مذہب، تعلیم، اقتصادی ترقی، اخلاق، عدل و انصاف، صحت و تندرستی غرض کوئی بھی پہلو اس سے خارج نہیں۔ مسلم امت تاریخ کے ایک مرحلے تک ترقی یافتہ تھی اور اسلام اور امت مسلمہ کو وہی عروج و کمال دوبارہ مطلوب ہے۔ ہمیں مسلم امت کی تاریخ اور سنہرے کارناموں کو بہت اچھے الفاظ میں یاد کرنا چاہیے۔ اور بلاوجہ تنقید کرنے کی بجائے ان پر فخر کرنا چاہیے کیونکہ وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جو اپنے ماضی کی کامیابیوں سے فائدہ اٹھاتی ہیں اور غلطیوں سے سبق حاصل کرتی ہیں۔

اسلام کے نشاۃ ثانیہ کا مقصد یہ ہے کہ ہم بحیثیت مسلم امت اپنی بنیادوں کی طرف واپس لوٹ آئیں۔ اس کا ہر گز مطلب یہ نہیں کہ ترقی و خوشحالی کا کوئی گزشتہ دور واپس آجائے گا بلکہ ہم دوبارہ سے زندگی کو ہر لحاظ سے اسلامی روایات کے مطابق گزار کر ترقی و فلاح کے اسلامی تصور کے مطابق دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوں۔ اس کے لیے ضرورت مسلمانوں کے بدلنے کی ہے اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں کے احساس کی ہے۔ امتِ مسلمہ کو اس کے لیے انفرادی طور پر بدلنا پڑے گا تبھی ہر ادارہ ہر نظام بدلے گا۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ اسلام میں ترقی اور فلاح حاصل کرنے کے لیے سب سے پہلی بنیاد ہے:

الف) معاشرتی حالات ب) تقویٰ اور ایمان ج) ٹیکنالوجی د) معاشی خوشحالی

۲۔ نشاۃ ثانیہ سے مراد ہے

الف) حکومت حاصل کرنا ب) مکمل عروج حاصل کرنا ج) دوہرا عروج حاصل کرنا د) دوبارہ بالادستی حاصل کرنا

۳۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے سب سے ضروری ہے:

الف) مادی وسائل کو اپنانا ب) معاشی ترقی ج) سائنس و ٹیکنالوجی د) قرآن و سنت کو اپنانا

۴۔ فلاح و ترقی حاصل کرنے کے لیے تمام علوم ہونے چاہئیں۔

الف) سائنسی ب) تحقیقی ج) دنیاوی د) دین کے تابع

۵۔ اسلام کے نشاۃِ ثانیہ کا مقصد کیا ہے۔

الف) اسلامی حکومت کو مسلط کرنا۔ | ب) بحیثیت مسلم امت اپنی اساس کی طرف واپس لوٹنا

ج) اسلام کو ہر طرف پھیلانا | د) اسلام کو مخصوص علاقوں تک محدود کرنا

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

ا۔ فلاح و ترقی کا اسلامی تصور لکھیں۔ ۲۔ اسلام کے نشاۃِ ثانیہ کا مفہوم لکھیں۔

۳۔ فلاح و ترقی کے لیے مادی وسائل کو اختیار کرنے کا اسلام میں کیا حکم ہے؟

۴۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کا نشاۃِ ثانیہ کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

۵۔ اسلام کے نشاۃِ ثانیہ کی کوئی سی دو وجوہات بتائیں۔

ج۔ درج ذیل کے تفصیلی جواب دیں۔

ا۔ اسلام میں فلاح و ترقی کا تصور واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسے کی اہمیت کو بیان کریں۔

۲۔ عصرِ حاضر کے مطابق اسلام کے نشاۃِ ثانیہ کے لیے ہماری انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریاں لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ گروپ کی صورت میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں تحریر کریں اور ہر گروپ کا ایک نمائندہ جماعت کے سامنے پیش کرے۔
- مسلمانوں کی سنہری دور کی سائنسی، سماجی، علمی، اخلاقی، تعمیراتی اور دیگر میدانوں میں ترقی کی مثالیں تلاش کریں اور جماعت کے کمرے میں پیش کریں۔
- ماضی کی عظیم ہستیوں کے بارے میں مواد تلاش کر کے ان کے کارناموں کی فہرست بنائیں۔
- "قوموں کا عروج و زوال علم ہی سے وابستہ ہے" کے موضوع پر مذاکرہ کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو امتِ مسلمہ کے زوال کی وجوہات اور واقعات کے بارے میں مزید معلومات فراہم کریں۔
- ماضی کی عظیم ہستیوں کو سنہرے نمونے کیوں کہا جاتا ہے؟ چند شخصیات کے بارے میں معلومات مہیا کریں۔

اسلاموفوبیا اور ہماری ذمہ داریاں

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم	صلاحیت
• اسلام بطورِ دین امن و سلامتی کے بارے میں جان سکیں۔ • اسلاموفوبیا کے مفہوم سے آگاہ ہو سکیں۔ • اسلاموفوبیا کی مختلف صورتیں اور ان کا تجزیہ کر سکیں۔ • پیغام پاکستان کی روشنی میں مسلمانوں کے درمیان اتحاد و یکجہتی کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔ • اسلاموفوبیا کا مقابلہ کرنے کے لیے نوجوانوں کی ذمہ داریاں (امتیازی طرزِ عمل کے خلاف آواز اٹھانا اور مثبت اقدامات اور مکالمے کے ذریعے اسلام کی مثبت تصویر کو فروغ دینا وغیرہ) کا ادراک کر سکیں۔	• باہمی افہام و تفہیم اور احترام کو فروغ دے سکیں۔ • مختلف عقائد ثقافتوں اور عالمی نظریات کے لوگوں کے ساتھ تعمیری اور باعزت مکالمے میں مشغول ہونے کے لیے تیار ہو سکیں۔ • میڈیا اور معاشرے میں اسلام اور مسلمانوں کی جانبدارانہ یا غیر منصفانہ تصویر کشی کی شناخت اور چیلنج کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کر سکیں۔ • اسلاموفوبیا کے تدارک کے لیے علمی اور عملی سطح پر ہر ممکن کردار ادا کر سکیں۔

اسلام ایک فطری دین ہے جس میں اعتدال پسندی اختیار کی گئی ہے اور اپنے ماننے والوں کو بھی اعتدال کی راہ اختیار کر کے انتہا پسندی سے کنارہ کشی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اسلام کا معنیٰ امن و سلامتی اور خیر کے ہیں۔ اس حوالے سے اسلام تو مکمل امن (Peace) ہے۔ اسلام سے قبل دنیا جہالت کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ہر طرف ظلم و ستم، بے حرمتی اور برائیوں کا دور دورا تھا۔ مگر اسلام نے آکر ہر طرف امن و سلامتی کی ایسی شمع روشن کی جس کی مثال نہ کبھی تھی نہ ہے اور نہ ملے گی۔ اسلام محبت کا دین ہے۔ تمام اقوام عالم کو امن و سلامتی، بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔ تمام بنی نوع انسان کے لیے باہمی اخوت و محبت، تعظیم و تکریم اور باہمی عدل و انصاف کی تلقین کرتا ہے یہی تعلیمات قرآن و حدیث میں بھی بیان کی جاتی ہیں۔

اسلاموفوبیا کا مفہوم:

فوبیا انگریزی زبان کا لفظ ہے جس کا معنیٰ ہے ڈر یا خوف۔ اسلاموفوبیا سے مراد وہ ڈر اور خوف ہے جو اسلام کے بارے میں پھیلایا گیا ہے۔ غیر مسلموں کی وہ نفرت ہے جو اسلام یا مسلمانوں کی طرف موجود ہوتی ہے۔ اس میں افراد کسی شخص یا مجموعے اور جماعت سے ان کے مذہبی اعتقادات کی بنا پر نفرت کرتے ہیں۔

چند سالوں سے مغربی ممالک میں اسلاموفوبیا ایک ایسی اصطلاح مسلمانوں اور اسلام کے لیے استعمال ہو رہی ہے جس سے اسلام کو غلط رنگ دے کر پیش کیا جا رہا ہے۔ مغربی معاشروں میں اسلام اور مسلمانوں سے خوف اور ان سے نفرت کے احساسات کو اسلاموفوبیا کہا جاتا ہے۔

جبکہ اسلام عزت اور جان و مال میں نہ صرف مسلمان بلکہ تمام انسانیت کو یکساں مکرم رکھتا ہے۔ اس ضمن میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا۔ (صحیح بخاری: 6914)

ترجمہ: جس نے کسی معاہد (غیر مسلم شہری) کو قتل کیا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک محسوس ہوتی ہے

لہذا یہ اصطلاح جو کہ اسلام کے لیے استعمال کی جا رہی ہے سراسر غلط ہے۔

اسلاموفوبیا کی مختلف صورتیں:

اسلاموفوبیا کی چند صورتیں اور وجوہات جن کی وجہ سے اسلام کو ناپسند کیا جاتا ہے درج ذیل ہیں۔

i. کسی کو اسلام کو سمجھنے کا موقع نہ ملا ہو اور اس کی ممکنہ رسائی نہ ہونے کی صورت میں وہ ناعلمی کی وجہ سے اسلام سے خوف کرنے لگتا ہے۔

ii. کچھ میڈیا چینلز اور ذرائع مسلمانوں کے خلاف اہم واقعات کو بنانے اور ان کی منفی تصویر کشی کرتے ہیں۔ اس صورت میں ناعلمی اور میڈیا کی غلط تشہیر کی وجہ سے اسلام کو انتہا پسند تصور کیا جاتا ہے۔

iii. چند غیر مسلم ممالک سیاسی مقاصد اور مفادات کو حاصل کرنے کے لیے اسلام کی ایسی منظر کشی کرتے ہیں۔ جس سے اسلاموفوبیا کو پھیلایا جاتا ہے۔

iv. ۹/۱۱ جیسے کئی دہشت گردی کے واقعات کو اسلام کے نام سے منسوب کر کے پوری دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خوف و ہراس پھیلایا گیا۔ جس کی وجہ سے لوگ اسلام کا غلط تصور رکھنے لگ گئے ہیں۔

v. عوام کے درمیان بدعنوانی کی وجہ سے ان کے پاس درست معلومات نہ ہونے کی صورت میں اسلام سے ڈر اور خوف کو پیدا کیا جاتا ہے۔

vi. مادی دنیا کی خاطر مسلم امت میں اتحاد و یکجہتی کا فقدان ہوتا جا رہا ہے جس کا فائدہ غیر مسلم اٹھا رہے ہیں۔ دہشت گرد مسلمانوں کی ظاہری حالت کو اختیار کر کے یا پھر ان جیسا نام رکھ کر لباس پہن کر اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔

vii. اسلام اور جہاد کو انتہا پسندی کا رنگ دے کر کم عمر نوجوانوں کو استعمال کر کے غیر قانونی تنظیموں کے قیام نے بھی اسلاموفوبیا کو بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔

پیغام پاکستان اور مسلم اتحاد و یکجہتی کی اہمیت:

دہشت گردی کے خلاف علماء کرام نے پیغام پاکستان کے نام سے کتابی شکل میں ایک متفرقہ فتویٰ صادر کیا ہے جس پر ۱۸۰۰ سے زائد علماء کرام کے دستخط ہیں۔ اس کتابچے کو ادارہ تحقیقات اسلامی نے شائع کیا ہے۔ اس کا قومی بیانیے کے حوالے سے اجراء صدرِ پاکستان کی سربراہی میں علماء کرام اور

حکومتی نمائندہ شخصیات کی موجودگی میں اسلام آباد میں منعقدہ ایک کانفرنس میں ہوا۔ اس فتویٰ میں دہشتگردی، خونریزی، خودکش حملوں اور ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد کو خواہ کسی کے نام یا مقصد سے ہو حرام قرار دیا گیا ہے۔ اور ان چیزوں سے کیسے نمٹا جائے اس کے بارے میں علماء کرام نے شرعی قانون کے مطابق تجاویز پیش کی ہیں۔ اس فتویٰ کی اہمیت کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کو تمام مسالک کے علماء کرام و مفتیان کرام کی بہت بڑی تعداد نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے اور پھر ریاست نے اس کو قومی بیانیہ قرار دیا ہے۔ اس سے مسلمانوں کے اتحاد و یکجہتی کو فروغ ملا ہے۔

پوری دنیا میں مسلم امت اور خاص کر پاکستان کو غیر مسلم ممالک کی طرف سے ہر وقت ہی دہشت گردی کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور اس پر یہ کہ اسلام کو اسلاموفوبیا سے منسوب کر دیا گیا۔ اس تحریک کے ذریعے پوری قوم مضبوط و آہنی عزم کے ساتھ متحد ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی اور در حقیقت ملک و قوم کو درپیش ان چیلینجز سے نمٹنے کے لیے اسی طرح کے اقدامات کی ضرورت تھی۔ اور یہی اتفاق و یکجہتی مسلم امت کو اپنانی چاہیے۔ تاکہ کسی کی جرأت نہ ہو کہ اسلام کے لیے ایسی کوئی اصطلاح استعمال کر سکے۔

اسلاموفوبیا کا مقابلہ کرنے کے لیے نوجوانوں کی ذمہ داریاں؛

بحیثیت مسلمان ہم سب کی انفرادی و اجتماعی ذمہ داری ہے کہ ہم اسلام کو آگے بڑھائیں اور جہاں کہیں بھی اسلام کو غلط نظریے کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے اسے روکیں۔ اور اسلام بطور امن و سلامتی والے دین کا پرچار کریں۔ اس حوالے سے نوجوانوں کا کردار خصوصی اہمیت رکھتا ہے جس کی چند تجاویز درج ذیل ہیں۔

۱۔ ہمیں مذہبی اور دنیاوی ہر دو طرح کی تعلیم حاصل کر کے اس پر عمل کر کے، دنیا تک صحیح معلومات پہنچانی ہیں تاکہ لوگ سچائی کو جان سکیں۔

۲۔ میڈیا اور سوشل میڈیا کا قومی اور انفرادی طور پر صحیح استعمال اور اس پر چیک اینڈ بیلنس کے لیے باقاعدہ منظم ادارہ ہونا چاہیے۔ تاکہ کوئی منفی چیز پھیلائی جا رہی ہے تو اسے روکا جائے اور اس کے خلاف قانونی کاروائی ہو۔

۳۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر نوجوانوں کو میڈیا کو مثبت انداز میں استعمال کرنا اور تبلیغ و تشہیر کے طور پر ایسی تربیت کی ضرورت ہے جس سے اسلاموفوبیا کے بارے میں آگاہی پیدا کرنے کے بارے میں اپنا بھرپور کردار ادا کر سکیں۔

۴۔ باہمی افہام و تفہیم اور احترام کا رویہ اختیار کرتے ہوئے مختلف عقائد، ثقافتوں اور عالمی نظریات کے لوگوں کے ساتھ تعمیری اور باعزت مکالمے میں شامل ہونا جس کے لیے مکمل تربیت حاصل کرنی چاہیے۔ انٹر فیتھ ڈائلاگ کو فروغ دینا بہت اہم ہے تاکہ لوگ معاشرتی مسائل پر ایک ساتھ کام کر کے تعصب کم کریں۔

۵۔ دنیا میں اسلاموفوبیا کے بارے میں آگاہی پیدا کرنے کے لیے اور نوجوانوں کو احتجاج اور دیگر اقدامات میں شامل ہو کر اپنی آواز مثبت طریقے سے بلند کر سکیں اور اسلاموفوبیا کے خلاف کام کریں۔

۶۔ فرقہ واریت کا خاتمہ کر کے مسلمانوں کو ایک ہو کر اس کے خلاف اقدامات کرنے چاہیے۔

۷۔ سماجی اور معاشرتی تنظیموں کا حصہ بن کر اسلام کے صحیح تصور کو فروغ دینا چاہیے۔ اور مکالموں میں بھرپور حصہ لینا چاہیے۔

۸۔ ریاستی پالیسی بنانے والے ذمہ داران اور اداروں کو ایسی پالیسی بنانی چاہیے جس میں پاکستان بحیثیت اسلامی ریاست اپنا امن و سلامتی والا پیغام ساری دنیا تک پہنچا سکے۔

اسلام امن و سلامتی کا ایسا مذہب ہے جس کی مثال نا ہے نا مل سکتی ہے۔ اسلام سے دشمنی رکھنے والے ہر دور میں تھے اور ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی یہ ذمہ داری لگائی ہے کہ وہ اسلام کو ہر دور میں پھیلائیں اور امن و سلامتی کا عملی مظاہرہ کریں۔ درج بالا طریقوں سے نوجوانوں کو اسلاموفوبیا کے خلاف کام کرنے میں مدد مل سکتی ہے جو کہ عصر حاضر میں بہت ضروری ہے۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ اسلاموفوبیا کو ختم کرنے کے لیے سب سے ضروری امر ہے:

الف) اسلام کی درست اشاعت ب) جہاد ج) سائنسی ترقی د) تعصب کا خاتمہ

۲۔ فوبیا کا مطلب ہے:

الف) فقر ب) سوچ ج) ڈر د) اپنائیت

۳۔ دہشت گردی کے خلاف علماء کرام نے پیغام پاکستان کے نام سے کتابی شکل میں ایک متفرقہ فتویٰ صادر کیا ہے جس پر علماء کرام کے دستخط ہیں:

الف) ۷۰۰ ب) ۸۰۰ سے زائد ج) ۹۰۰ د) ۸۰۰ سے کم

۴۔ پیغام پاکستان کا قومی بیانیے کے حوالے سے اجراء کا مقصد تھا۔

الف) علماء کا کانفرنس کرنا ب) پاکستان کے قیام کا پیغام دینا

ج) اسلامی فوبیا کے خلاف امت کو متحد کرنا د) پاکستان کے معاشی مسائل پر بات کرنا

۵۔ اسلامی فوبیا کو دور کرنے کے لیے نوجوانوں کی ذمہ داری ہے۔

الف) اسلام پر عمل کرنا ب) لوگوں کو اسلام سے ڈرانا

ج) لوگوں کے رویوں اور سوچ کو مثبت انداز میں بدلنا د) اللہ کے راستے میں جہاد کرنا

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ اسلام کیسے امن و سلامتی کا دین ہے؟

۲۔ اسلاموفوبیا کا مفہوم لکھیں؟

۳۔ فرقہ واریت کیسے اسلاموفوبیا کی وجہ ہے؟

۴۔ اسلاموفوبیا کو کیوں پھیلایا گیا؟۔

۵۔ میڈیا کا اسلاموفوبیا کے حوالے سے مثبت اور منفی پہلو بتائیں؟

ج۔ درج ذیل کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ اسلاموفوبیا کی مختلف صورتیں اور ان کا تجزیہ کریں۔

۲۔ پیغام پاکستان کی روشنی میں مسلمانوں کے درمیان اتحاد و یکجہتی کی اہمیت کو بیان کریں۔

۳۔ عصرِ حاضر اور عملی زندگی میں اسلاموفوبیا کا مقابلہ کرنے کے لیے نوجوانوں کی ذمہ داریاں لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- "اسلاموفوبیا اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں" کے عنوان پر مقابلہ مضمون نویسی کروایا جائے۔
- پیغام پاکستان کے تحت دیے گئے مشترکہ فتویٰ کو پڑھیں اور اس کے اہم نکات جماعت کے کمرے میں پیش کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو اسلاموفوبیا کی بنیادی وجوہات اور واقعات کے بارے میں مذید معلومات فراہم کریں۔

فرہنگ

باب دوم

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
توحید فی الذات	اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات میں اکیلا اور یکتا ماننا	توحید فی الصفات	اللہ تعالیٰ کو اپنی صفات میں اکیلا اور یکتا ماننا
توحیدِ الوہیت	اللہ تعالیٰ کو ہی سچا معبود ماننا	شرک فی الذات	اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنا
شرک فی الصفات	اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی کو شامل کرنا	شرک فی الافعال	اللہ تعالیٰ کے کاموں میں کسی اور کو بھی شریک ٹھہرانا
نبوّت	اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ منصب	نبی	خبر دینے والا
معجزہ	خلافِ عادت / نئی چیز یا انوکھی بات	ملائکہ	ملک کی جمع یعنی فرشتے
داروغہ	چوکیدار	کراماً کاتبین	اعمال لکھنے والے فرشتے
رضوان	جنت کا نگران فرشتہ	صحیفہ	لکھا ہوا کاغذ، ورق، رسالہ
برزخ	موت سے لے کر قیامت تک کا عرصہ	پُل صراط	جہنم کے اوپر تیز دھار پل
عشر	زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ	خمس	مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ
رقاب	غلام	غارم	مقروض
ابن السبیل	مسافر	مناسکِ حج	حج کے فرائض
سعی	صفا و مروی کے درمیان دوڑنا	طواف	خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانا
طوافِ وداع	حج کے بعد واپسی پر آخری طواف	داروغہ	چوکیدار

باب سوم

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
مساوات	برابری	خصوصیات	خوبیاں

رہبر	راہنما	راحت رسانی	آرام پہنچانا
بے توقیری	بے عزتی	مربی	تربیت کرنے والا
انصرام	بندوبست	اوصاف	خوبیاں
ترویج	رواج، چلن	التفات	متوجہ ہونا
نظم ونسق	انتظام وانصرام	تقرری	مقرر کرنا، عہدہ دینا
امدادِ باہمی	ایک دوسرے کی مدد کرنا	مزاحم	روکنے والا، حائل
ناگزیر	لازمی، ضروری	شورائی نظام	مشاورتی نظام
مستحکم	مضبوط	گہوارہ	جھولا، پالنا
فروغ،	ترقی دینا، بڑھانا	یلغار	حملہ
ترغیب	شوق دلانا	چنگل	پنجہ، گرفت
قتال	خون ریزی، جنگ وجدل	خندق	کھودا ہوا گڑھا، کھائی
مثلہ	کسی انسان کے ناک کان وغیرہ کاٹ کر صورت بگاڑ دینا	اسیران جنگ	جنگ کے قیدی
منہدم	زمین بوس، ناکارہ، کالعدم	تنازعات	اختلافات، جھگڑے
ارتکازِ دولت	دولت کا ایک جگہ اکٹھا ہونا	گردش دولت	دولت کی نقل وحرکت
دائرہ معاش	روزی روٹی کمانے کا نقطہ	کسبِ معاش	روزی روٹی کمانا
معاشی سرگرمی	روزی روٹی کمانے کی تگ ودو	آسودہ حال	خوش حال
اجتناب	بچنا، رکنا	انفرادی	ذاتی
اجتماعی	اکٹھا	اقدامات	کوششیں، کاوشیں
ترجیح	فوقیت، برتری		

باب چہارم

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
خیر خواہی	بھلائی	نمونہ	مثال
سرشار	بھرا ہوا	مساوات	برابری
گہوارہ	جھولا، پالنا	ملحوظِ خاطر رکھنا	خیال رکھنا

اجتناب	بچنا، رکنا	رذائل	بری عادتیں
منشیات	نشہ آور چیزیں	رشوت ستانی	رشوت لینا
تعصب	بے جا حمایت	خود پسندی	اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھنا
رائیگاں	ناکام	فحش گوئی	بے حیائی پر مبنی گفتگو
سرایت کرنا	شامل ہو جانا، اندر اتر جانا	استوار کرنا	مستحکم کرنا، مضبوط کرنا
معانقہ	گلے ملنا	پوشیدہ	چھپی ہوئی
مصافحہ	ہاتھ ملانا	اخوتِ دینی	دینی بھائی چارہ

باب پنجم

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
صلہ رحمی	رشتہ داری جوڑنا	تقدس	پاکیزگی
فیضانِ علم	علم کا فائدہ	تواضع	عاجزی
شائستگی	سلیقہ	اختلال	خلل پڑنا
انتشار	بکھر جانا	ہٹ دھرمی	ضد
متوازن	اعتدال میں ہونا	عطیہ	تحفہ
ہمہ گیر	جامع	وصال	وفات
آفاقی	عالمی	تمدن	شہری زندگی
کفو	ہم پلہ	خرافات	فضول رسمیں
ناگفتہ بہ	ناقابلِ بیان	طلاق مغلظہ	سخت طلاق
خلع	نکل جانا، علیحدہ ہونا	تجدید	نیا کرنا

باب ششم

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
راشدہ	ہدایت یافتہ	منہاج النبوۃ	نبوت کے طریقے پر
امتیازی	منفرد	حریت	آزادی
رفاہ عامہ	عوامی فائدہ	عشر	دسواں حصہ

جزیہ	غیر مسلموں پر لاگو ٹیکس	تدوین	کاپی شکل دینا
کتابت	لکھنا	مصحف	لکھا ہوا قرآن مجید
طبیعی	فزکس	عمرانی	معاشرتی
داد شجاعت دینا	بہادری دکھانا	دست و بازو بننا	مددگار بننا
سبط الرسول	رسول کا نواسہ	متبع	پیروی کرنے والا
مظہر	اظہار	تاباں	روشن
فقاہت	احکام شرعی کا علم	جلالت	بزرگی
امم	امت کی جمع	ترش روئی	منہ بگاڑنا، غصہ
مرقع	پیکر	افادہ	فائدہ پہنچانا
استغنا	بے نیازی	استفادہ	فائدہ اٹھانا
دہریت	زمانے کو خدا ماننا	الحاد	خدا کا انکار
تزکیہ نفس	نفس کی پاکی	معارف	معرفت کی جمع، علوم
تشنگان	پیاسے	زہد	دنیا سے محبت نہ کرنا
جود	سخاوت	بنی نوع انسان	انسانی نسل
متاثر کن	متاثر کرنے والا	تضاد	ٹکراؤ

باب ہفتم

	معنی		
منسوخ کرنا	ختم کرنا	مزین	سجا ہوا آراستہ
اِنتشار	تتر بتر ہونا، پریشانی فکر	سدِ باب	قطعاً یا مکمل روکنا
عروج	بلندی	دسترس حاصل کرنا	مہارت، رسائی حاصل کرنا
پس ماندگی	پیچھے رہ جانا	غایات	غایت کی جمع/انتہا/مطلب
جارح	حملے میں پہل کرنا	تعصب	بے جا حمایت
متصادم	اختلاف	تشہیر	مشہور کرنا

مصنفین کا تعارف

ا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ادریس

آپ نے ماسٹر ڈگریاں اسلامیات اور ایجوکیشن میں حاصل کیں۔ آپ نے پی۔ ایچ۔ ڈی (ایجوکیشن) کی ڈگری نصاب اور جائزہ کی تخصیص کے ساتھ حاصل کی۔ آپ نے نصاب اور جائزہ کے تحقیقی کام کی اعلیٰ تربیت یونیورسٹی آف لیسٹر (برطانیہ) سے حاصل کی۔ آپ کو اسکول، کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر مختلف مضامین پڑھانے کا بیس سال کا تجربہ ہے۔ مزید یہ کہ مصنف نے وفاقی وزارتِ تعلیم شعبہ نصاب سازی میں خدمات سر انجام دیتے ہوئے قومی نصاب سازی اور کتب کی تیاری و منظوری میں طویل عرصہ کام کیا۔ اس دوران آپ نے پاکستان کے تمام ٹیکسٹ بک بورڈز کی تیار کردہ کتب کی نظر ثانی کی اور منظوری دی۔ بعد ازاں آپ نے ہائر ایجوکیشن کمیشن میں بطور ڈائریکٹر شعبہ نصاب اعلیٰ تعلیم کی نصاب سازی میں اہم کردار ادا کیا۔ مصنف کے نصاب اور جائزہ کے موضوعات پر کئی مقالے بین الاقوامی رسالوں میں چھپ چکے ہیں۔ آج کل آپ اعلیٰ تعلیم کے ایک تاریخی ادارے میں بطور پرنسپل فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

ای میل ایڈریس: dridreesmoe@gmail.com

۲۔ ڈاکٹر محمد سجاد

آپ نے ماسٹر ڈگریاں اسلامیات، عربی اور ایجوکیشن میں حاصل کیں۔ آپ نے ایم فل اور پی۔ ایچ۔ ڈی (علومِ اسلامیہ) کی ڈگریاں سیرتِ طیبہ اور دعوت تخصص کے ساتھ حاصل کی۔ آپ کو اسکول، کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر علوم اسلامیہ کی تدریس و تحقیق کا تیس سال کا تجربہ ہے۔ آپ نے وفاقی وزارتِ تعلیم میں قومی نصاب سازی اور کتب کی تیاری و منظوری میں شامل رہے ہیں۔ آپ نے پنجاب اور آزاد جموں و کشمیر کے ٹیکسٹ بک بورڈز کی تیار کردہ کتب کی نظر ثانی کی اور منظوری دی۔ آپ نے ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان میں بی ایس علوم اسلامیہ کا نصاب تیار کیا اس کے علاوہ ایم فل اور پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ کے نصاب کی نظر ثانی کی۔ آپ اس وقت علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں شعبہ مطالعات بین المذاہب کے چیئرمین کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یونیورسٹی ہذا میں میٹرک تا پی ایچ ڈی سطح کے بیس سے زیادہ کورسز کی کتب کے مصنف بھی ہیں اور آپ کے پچاس سے زیادہ علمی اور تحقیقی مقالات قومی اور بین الاقوامی سطح پر مختلف رسائل اور مجلات میں شائع ہو چکے ہیں۔

ای میل ایڈریس: muhammadsajjad@aiou.edu.pk

۳۔ ڈاکٹر علی طارق

ڈاکٹر علی طارق 2010ء سے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے وابستہ ہیں اور کلیہ اصول الدین کے شعبۂ حدیث میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر اور کلیہ کی سطح پر انچارج اکیڈیمک افیئرز کے طور پر تدریسی و تحقیقی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ انھوں نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد سے حدیث و سیرت میں پی ایچ ڈی اور حدیث میں ایم فل کی ڈگری حاصل کی۔ انھوں نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے انگریزی ادب میں ایم اے، بی اے اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے شہادہ عالیہ کی ڈگری بھی حاصل کر رکھی ہے۔ اُن کی نگرانی میں تیئیس اسکالر حدیث میں ایم فل کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔ تین کتابوں کے مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ اُن کے ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان کے منظور شدہ رسائل و جرائد میں چھ مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ اُن کے دلچسپی کے میدان میں حدیث و سیرت، نصاب سازی، طرق تدریس میں بہتری اور بین المسالک و مذاہب ہم آہنگی شامل ہے۔ وہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی مختلف جامعات، کیمبرج یونیورسٹی برطانیہ، لبنان، انڈونیشیا اور شارجہ یونیورسٹی متحدہ عرب امارات کے مختلف تحقیقی و تدریسی پروگراموں میں شرکت کر چکے ہیں۔ ان کو پچاس سے زائد بین الاقوامی اور قومی کانفرنسوں میں اپنے علمی مقالات کے ذریعے شرکت کا موقع مل چکا ہے۔

ای میل ایڈریس: alitariq11@gmail.com

۴۔ ڈاکٹر سلمان شاہد

مصنف نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے الشہادۃ العالیۃ اور سرگودھا یونیورسٹی سے بی ایڈ کی سند حاصل کی اس کے علاوہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے حدیث میں ماسٹر، ایم فل اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ آپ کو کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر اسلامی علوم کی تدریس کا پندرہ سال کا تجربہ حال ہے۔ مزید یہ کہ آپ نے وفاقی وزارتِ تعلیم میں قومی نصاب سازی، کتب کی تیاری اور نظر ثانی کی خدمات سرانجام دیں۔ وہ متعدد علمی و تحقیقی کانفرنسوں میں شرکت کر چکے ہیں۔ ان کی دلچسپی کے میدان میں تفسیر حدیث فقہ تقابل ادیان اور تاریخ شامل ہیں۔

ای میل ایڈریس: salmanshahid063@gmail.com

۵۔ مس تنزیلا ناز

مس تنزیلا ناز نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے (اسلامیات) کی ڈگری حاصل کی۔ انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد سے بی۔ ایڈ، ایم۔ ایڈ اور ایم فل کیا۔ اسلامیات اور اُردو زبان و ادب سے انھیں گہری دلچسپی ہے۔ شعبہ تدریس سے تقریباً دس سال سے منسلک ہیں۔ وزارتِ تعلیم کے شعبۂ نصاب کی مختلف سرگرمیوں کا حصّہ رہ چکی ہیں اور قومی ویویو کمیٹی کی ممبر کی حیثیت سے کم و بیش ۲۵ کتب کو ریویو کر چکی ہیں۔ اُردو کی درسی کتاب کی مصنفہ ہونے کے ساتھ ساتھ علم و ادب کے فروغ کے لیے علمی و ادبی مجلات میں بھی مضامین تحریر کیے۔

ای میل ایڈریس: true_fortrue@hotmail.com